نصیر الرحمٰن ساجد☆

عید میلاد النبی ﷺ حقائق کے آئینہ میں

عید میلاد النبی ﷺ کا مفہوم

لفظ 'عید' عاد یعود سے مصدر ہے، بمعنی ہر وہ دن جس میں کوئی بڑی یاد یا خوشی منائی جائے۔ [القاموس الوحید، ص:۱۱۳۹]

لفظ المیلاد

المیلاد وَلَدَ یَلِدُ سے مصدر ہے جس کا مطلب ہوتا ہے پیدائش اور ولادت۔

[القاموس الوحید، ص۱۸۹۶]

عرف عام میں اس سے ایسا دن مراد ہوتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی ولادت یا پیدائش کی وجہ سے جشن یا خوشی کا اہتمام کیا جائے۔

اسلام میں عیدیں

اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں، جنہیں شرعی حیثیت حاصل ہے:

① عید الفطر ② عید الاضحیٰ

جیسا کہ اَحادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

① «أَمَرَنَا النَّبِیُّ ﷺ أَنْ نَخْرُجَ فِی الْعِیْدَیْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَأَمَرَ الْحُیَّضَ أَنْ یَعْتَزِلْنَ مُصَلَّی الْمُسْلِمِیْنَ» [صحیح مسلم:۸۹۰]

''رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے کنواری اور ہر بالغ عید کے لیے نکلیں اور حیض والیاں مسلمانوں کے مصلّٰی سے الگ رہیں۔''

② «إِنَّ اللهَ قَدْ اَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ»

''اللہ تعالیٰ نے (اہل مدینہ کے) دو تہواروں کے بدلے تمہیں ان سے بہتر دو عیدیں عطا فرمائی

ہیں: ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ۔'' [سنن أبي داود:۱۱۳۴]

اسی طرح دیگر اَحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اسلامی اور شرعی تہوار صرف دو ہی ہیں، تیسرے کی گنجائش نہیں اور اگر کوئی شامل کرے گا تو «مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ» ''جس نے ہمارے طریقے سے منہ پھیرا وہ ہمارے راستے پر نہیں) کا مصداق ہوگا۔''

جشن ولادت یا جشن وفات

مفاد پرست عناصر کی طرف سے ۱۲/ربیع الاوّل کو آنحضرتؐ کی پیدائش کا دن باور کرا کے جشن کا اہتمام کیا جاتا ہے، جبکہ اس کے برعکس مؤرخین کا اس بات پر ہرگز اتفاق نہیں کہ یہی یوم ولادت ہے۔ البتہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ۱۲/ربیع الاوّل یوم وفات اور ۹/ربیع الاوّل یوم ولادت ہے، جیسا کہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیراہتمام سیرت نگاروں کے عالمی مقابلہ میں اوّل انعام پانے والی کتاب 'الرحیق المختوم' کے مصنف کے بقول رسول اللہ ﷺ مکہ میں شعب بنی ہاشم کے اندر ۹/ربیع الاوّل میں عام الفیل کے پہلے سال، یوم دوشنبہ (سوموار) کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ [الرحیق المختوم، ص:۱۰۱]

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کا 'سیرت النبی ﷺ' [۱/۱۷۱] میں، قاضی سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کا 'رحمة للعٰلمین' [۲/۳۶۱] میں اور اکبر شاہ نجیب آبادی رحمہ اللہ کا بھی 'تاریخ اسلام' [۱/۸۷] میں یہی موقف ہے۔

بعینہٖ جمہور مؤرخین اور سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ۱۲/ربیع الاوّل حضور ﷺ کا یوم وفات ہے۔ چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں:

① ابن سعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات ۱۲/ربیع الاوّل ہے۔ [طبقات ابن سعد:۲/۲۷۲]

② حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ [تاریخ الإسلام:ص۵۶۹]

③ اسی طرح ابن اسحاق رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ [البدایة والنهایة:۵/۲۵۵]

④ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ [اسد الغابة:۱/۴۱]

⑤ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ [فتح الباري]

⑥ امام ابن حبان رحمہ اللہ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔ [السيرة النبويه: ص۴۰۴]

مذکورہ تمام کتب میں ۱۲/ ربیع الاوّل کے تاریخ وفات ہونے کے دلائل موجود ہیں۔

میلاد منانے کا نبوی طریقہ

جواز کے دلائل ملنے کی صورت میں اگر یومِ ولادت کو خوشی کا اظہار کرنا بھی ہو تو اس میں رسول اللہ ﷺ سے محبت کے تقاضے کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اپنانا چاہیے، نہ کہ ایسی خرافات عمل میں لائی جائیں جن سے مزید خرابیاں پیدا ہوں اور بات شرک تک جا پہنچے۔ رہا رسول اللہ ﷺ کا میلاد منانے کا طریقہ تو وہ اس طرح تھا کہ آنحضرت ﷺ ہر سوموار کو روزے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ دریافت کرنے پر آپ نے خود توضیح فرمائی کہ

«ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمَ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ» [صحيح مسلم: ۱۱۶۲]

''اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھے نبی بنایا گیا۔''

خود ساختہ عید

ربیع الاوّل کے آغاز پر ہی بدعات کے شکار مسلمان مختلف طریقوں سے سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے لیے بازاروں کو دلہنوں کی طرح سجایا جاتا ہے، قد آور سائن بورڈ آویزاں کیے جاتے ہیں، محافل و مجالس اور نعت خوانی کی آڑ میں رقص و سرود کی محفلیں گرم کی جاتی ہیں اور عموماً ایسی رسومات کا اہتمام مفاد پرست عناصر کرتے ہیں کہ جن کا مقصد پیٹ پرستی اور مال و زر کا حصول ہوتا ہے، جب کہ بے چارے عوام عقیدت کی بھینٹ چڑھ کر بدعات کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

جشن میلاد النبی ﷺ کی ابتداء

قرونِ خیر اور ائمہ اسلام میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس بدعت کا ابتدائی دور ساتویں صدی ہجری ہے۔

ابوشامہ رحمہ اللہ کا قول

حافظ ابوشامہ رحمہ اللہ 'الباعث علی إنکار البدع والحوادث' میں رقم طراز ہیں کہ اس بدعت کا موجد ملا عمر بن محمد ہے، جس نے ۶۰۴ ہجری میں اس کو ایجاد کیا اور عراق کے شہر موصل کے رئیس ابوسعید مظفر الدین ابوالحسن علی بن بکتگین نے اسے نمایاں کیا اور اس بدعت کے فروغ کی ہر ممکن کوشش کی۔ [ص۱۱]

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کا قول

مؤرخ ابن خلکان رحمہ اللہ اس بدعت کی ابتداء اور ارتقاء کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ ملک مظفر الدین کے پاس اوائل محرم سے بغداد، موصل، جزیدہ، سنجار، نصیبین اور عجم کے متعدد شہروں سے فقیہ، صوفی، واعظ، قاری اور شاعر آنے شروع ہوجاتے، جن کے لیے بادشاہ کی طرف سے چار چار، پانچ پانچ منزل لکڑی کے خیمے لگوائے جاتے اور خود بادشاہ کے لیے ایک بڑا خیمہ نصب کیا جاتا۔ پھر اوائل صفر میں ان خیموں کی تزئین و آرائش کی جاتی اور مغنّیین، ڈرامہ کرنے والے فنکار اور مختلف قسم کے کھلاڑی بھی اِدھر کا رخ کرتے جس کی وجہ سے آس پاس کے لوگ اپنا کاروبار ترک کرکے ان محفلوں میں شرکت کو ترجیح دیتے۔

ربیع الاوّل کے ساتھ ہی تمام سرگرمیوں کا آغاز ہوتا اور تاریخ میلاد میں اختلاف کی بدولت احتیاط کے پیش نظر ایک سال ۸ ربیع الاوّل کو اور ایک سال ۱۲ ربیع الاوّل کو جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا۔ پھر اونٹ، گائے اور بکریاں سجا کر نکالی جاتیں اور ان پر طبل اور گانے بجانے کا سامان لاد کر میدان میں لایا جاتا۔ پھر انہیں ذبح کردیا جاتا۔ میلاد کی رات سماع کی محفلیں گرم ہوتیں، شمعیں روشن کی جاتیں اور میلاد کی صبح صوفی صاحبان کو قطاروں میں کھڑا کرکے ان کے سروں پر خلعتوں کے گچھے رکھے جاتے اور بادشاہ اپنے مخصوص خیمے سے صوفی صاحبان، قوال، گانے والوں اور فوج کا نظارہ کرتے۔ [ابن خلکان: ۲/۴۳۷]

اسی بادشاہ کے دور میں ابوالخطاب عمرو بن دحیہ بن خلیفہ نے میلاد کے ثبوت کے لیے موضوع روایات پر مشتمل ایک کتاب 'التنویر فی مولد السراج المنیر' لکھی اور بادشاہ سے ایک ہزار روپے انعام پایا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ۶۳۰ ہجری کے واقعات میں مظفرالدین کوکبوری کے تذکرہ میں وہاں کے بعض مصارف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پانچ ہزار بھنا ہوا جانور، دس ہزار مرغی، ایک لاکھ پرندہ، تیس ہزار پلیٹ حلوہ شریف اور بڑے بڑے صوفی صاحبان اس محفل کو رونق بخشتے۔ ظہر سے عصر تک قوالی ہوتی، صوفی حضرات کھاتے پیتے، قوالی سنتے اور ناچتے تھے۔''

ان تمام واقعات اور دلائل سے یہ بات مثل ماہتاب عیاں ہوتی ہے کہ اس بدعت اور خود ساختہ عید کا عہد نبویؐ، عہد صحابہ اور تابعین سے کوئی تعلق نہیں اور اس کی ابتداء کی اصل وجہ پیٹ کے پجاری وہ مذہبی رہنما ہیں، جنہوں نے اس مکروہ رسم کا آغاز محض خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے کیا۔

جشن میلاد کی شرعی حیثیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِيْ الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

[آل عمران:۸۵]

''جس کسی نے دین اسلام میں کسی نئی چیز کو داخل کیا اور اسے بھی دین اسلام ہی سمجھا تو وہ ہرگز قابل قبول نہیں اور ایسا کرنے والا شخص روزِ آخرت خسارہ پانے والوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔''

غفلت کا لبادہ اوڑھے جو لوگ اس کو تیسری عید شمار کر کے اسلامی تہوار کے طور پر مناتے ہیں، اس میں بڑا اعزاز سمجھتے ہیں اور اللہ کے ہاں خود کو سرخرو، جبکہ نہ منانے والوں کو ابلیس کا ٹولا کہتے ہیں ان کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ حدیث مبارکہ میں صرف دو عیدوں کا ذکر ہے۔

«إِنَّ اللهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ»

''اللہ تعالیٰ نے (اہل مدینہ کے) دو تہواروں کے بدلے تمہیں ان سے بہتر دو عیدیں عطا فرمائی ہیں ایک عیدالفطر اور دوسری عیدالاضحیٰ۔'' [سنن أبي داود:۱۱۳۴]

اور اس کے علاوہ متعدد اَحادیث اس بات پر دال ہیں کہ اسلام میں تیسری عید کی کوئی گنجائش نہیں اور درج ذیل نصوص کی بنیاد پر اسے رد کر دیا جائے گا۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ [المائدۃ:۳]

اسلام میں کوئی نیا عمل جاری کرنے کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» [صحیح مسلم:۱۷۱۸]

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری مہر نہیں تو وہ مردود ہے۔''

«مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ فِیْهِ فَهُوَ رَدٌّ» [صحیح البخاري:۲۶۹۷]

''جس نے ہماری شریعت میں نئی چیز داخل کرنے کی سعی کی تو اس کو مسترد کر دیا جائے گا۔''

چنانچہ ایسی چیزوں کی قرآن وسنت میں کوئی اصل موجود نہیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ

سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میلاد النبیؐ کے موقع پر جشن منانا اور محفلیں منعقد کرنا شرعاً حرام ہے۔ یہ سراسر بدعت اور دین میں نئی ایجاد ہے، کیونکہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود ایسا کیا، نہ خلفاے راشدین نے اور نہ ہی حیاتِ صحابہ اور قرونِ اولیٰ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔'' [التحذیر من البدع]

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا فتوی

حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں حضرات مخدوم زادگان کو محفل میلاد کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''انصاف سے بتاؤ کہ اگر دورِ حاضر میں آنحضرت ﷺ حیات ہوتے تو کیا وہ ان مجالس اور محفلوں کو پسند فرماتے؟ کیا آپ ﷺ خوشی وراحت کا اظہار کرتے؟ مجھ فقیر کو یقین ہے کہ آپؐ اس کو ہرگز جائز نہ سمجھتے بلکہ منع فرماتے، کیونکہ یہ خلاف شرع ہے۔'' [مکتوب، ص۲۷۳۹]

اکابر بریلوی علماء کی نظر میں

محمد حسین نعیمیؒ، جو کہ وفاقی مجلس شوریٰ کے سابق رکن اور جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کے مہتمم اور بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم دین تھے، فرماتے ہیں:

''عاشورہ اور ربیع الاوّل کے جلسے جلوس یادگاروں کے سلسلے میں نکالے جاتے ہیں یہ مذہبی نقطۂ نظر سے نہ فرض ہیں اور نہ ہی واجب۔ ہر وہ عمل جس سے کسی قسم کے نقصان کا احتمال ہو اور

جس کی بنیاد فرقہ وارانہ فسادات بھڑکنے کا اندیشہ ہو، اس پر پابندی لگا دی جائے۔"

[روزنامہ 'امروز'، ملتان ۴/اکتوبر ۱۹۸۶ء]

مولانا مفتی غلام سرور قادری بریلوی، مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، کہتے ہیں:

"میں چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے مذہبی جلوسوں کی سڑکوں پر آمد پر پابندی عائد کردی جائے، کیونکہ یہ فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دیتے ہیں۔" [روزنامہ 'جنگ' لاہور، ۲۱/ستمبر ۱۹۸۶ء]

دور اندیش علماء

جہاں گوشت اور حلوہ کے عاشق خود ساختہ سنت پر عمل کرتے ہیں، وہاں دور اندیش اور سنت نبوی کے عامل اس ہنگامہ لحم وحلوہ کے خلاف تنقید کا بھی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، چنانچہ امام محمد بن محمد العبدری المعروف بابن الحاج اس بدعت کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

"خود ساختہ بدعات میں سے ایک مکروہ رسم محفل میلاد بھی ہے، جسے ربیع الاوّل میں رچایا جاتا ہے اور محفل قوالی کے علاوہ طنبور وطار اور دوسرے آلات موسیقی استعمال کیے جاتے ہیں، جو کہ شرعاً قطعی طور پر حرام ہیں۔" [المدخل لابن الحاج: ۲۶۱/۱]

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم اور علامہ شاطبی رحمہم اللہ وغیرہم نے بھی اس بدعت کو خود ساختہ اور دور کی گمراہی قرار دیا ہے۔

قارئین کرام! ان دلائل اور اقوال ائمہ کرام کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس بدعت کی شریعت میں کوئی اصل اور گنجائش نہیں، کیونکہ اس عمل کو نہ صحابہ نے اپنایا، نہ خلفائے راشدین نے اور نہ ہی سلف صالحین نے۔ میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالنا اگر باعث ثواب ہوتا تو کم از کم یہ لوگ تو اس عمل کی بجا آوری میں پیش پیش ہوتے اور اپنی سرپرستی میں یہ کام بطریق احسن سرانجام دیتے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ظہور اسلام سے لے کر آج تک سرزمین حجاز، خصوصاً حرمین میں میلاد النبی ﷺ کے نام سے ایک جلوس بھی نہیں نکالا گیا۔

هاتوا برهانكم إن كنتم صدقين

❁......❁......❁